

ترب

خدا

بے واسطہ نظارہ شان گل گریہ بھی تو کس خطا کہ نظر و تیراں رہی



معرفت

ایک سیر (ہندی اور اسلامی تصوف پر بے واسطہ نظارہ)

مصنفہ و مؤلفہ

بابا گلاب چند آئندہ المعروف بہ شاہ آئندہ نبارسی

سری جے مارا میں سنگ منڈلی

سی جے سین پورہ چیت گیت ہنہ نبارسی

پچاس حاضریہ لیرا ارجان طالب ایمان میان عبد الرحمن انصاری ملازم فوج گری

بغیر حاضریہ لیرا ارجان راہ معرفت اجازت طبع فرمودہ شد

سیلہ افی بے سیر چھوڑ دے پادری بنا دے

چھ

۱۹۲۷ء

برہم ۱۲

اللہ

فراق میں مبتلا ہو کر چہرہ پر کھنکھاہٹ کے یہاں قائم ہوئے۔ تب ہر سات کا موسم آ گیا۔ رام نے لچھن سے کہا کہ
 جاؤ ہنومان سے یہ کہو کہ ایسا مقام بتائیں جہاں پر کنگو ڈالکر بارش کے ایام ختم کر دیں۔ حضرت لچھن
 لچھن گئے اور ہنومان سے مندرجہ بالا سوال کیا۔ ہنومان نے (جنگو بند کر کیا گیا ہے) اپنی زبان نکال کر بلائی
 اور اوصاف رسمہ کیا۔ اشارہ کیا۔ لچھن کو یہ نشانہ حرکت پر بند نہ آئی اور غصہ ہو کر لوٹ
 آئے۔ لچھن کا تورا بدلا ہوا دیکھ کر رام سمجھ گئے کہ لچھن کو ہنومان نے کوئی نامعلوم طریقہ سے جواب دیا ہے
 جس سے وہ غضبناک ہو کر آ رہے ہیں۔ آتے ہی پوچھا کہ "کدو بھائی ہنومان نے کیا جواب دیا"
 ج۔ لچھن نے غضبناک لہجہ میں کہا کہ "بھائی صاحب آخر وہ جانور ہی ہے اس نے جواب دیا مجھ نہ دیا
 بلکہ زبان نکال کر بلایا اور اعضاء رسمہ دکھلا کر میرے ساتھ تھے کیا۔ آپ خوب تھا درہ میں مارتا ضرور
 رام سنئے اور کہا کہ بھائی تم تو جلد غصہ ہو جاتے ہو اور اصل مفہوم کو نظر انداز کر دیتے ہو۔ ہنومان
 نے اشارہ یہ بتایا کہ ان دونوں چیزوں کو قابو میں کر لو پھر جہاں چاہو گلیاں ڈالو۔ کسی کا خوف نہیں
 لچھن یہ رمز تسلیم نہ ہی محفوظ ہوئے۔

اسی طریق پر ایک شخص نے مجھ سے یہ سوال کیا کہ حصہ حتم لکھنے نے حبیب خدا ہوتے ہوئے
 خدا کی بنائی ہوئی چیز کے کاٹنے (ختم) کے رواج کو کیوں جائز قرار دیا۔ دوست کا کام دوست
 کی چیز کو بگاڑنا نہیں ہے، میں نے بہت ہی لجاجت کیساتھ ان سے عرض کیا کہ یاں اسلام خاص
 روحانی مذہب ہے اور حصول روحانیت کے لئے زبان اور اعضاء مناسل پر دسترس پانسی سخت
 ضرورت ہے۔ زبان کے لئے تو حضور نے اسم اعظم کی تلقین فرمائی تاکہ اس میں اسے لگا سکے رکھیں اور
 اعضاء متاسل کا ختم نہ کیا تاکہ لوگ یاد رکھیں کہ یہ چیز جافطت کر نیکی ہے۔ جس طرح لوگ کسی کو
 کچھ یاد رکھنے کی ہدایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ کانٹھ لگاؤ تاکہ بھول نہ ہوں۔ اس لئے یہ رسولی کما حقہ
 ہے۔ اور اس کی وہ عظمت ہے کہ کوئی لڑکا میری سنت کے داخل حلقہ اسلام نہیں تصور کیا جاتا
 بچا ہے یہ روحانیت امیر زمر سے کمر خاموش رہ گئے۔ اگر ان سے صفائی و فانی و لک مستعد ہو جا
 کہ تا قیوم جنت بہشت کہتے۔ قعدہ منظر یہ کہ محاربات کے لئے بڑھ چکے یہ یعنی لکھو گلیاں ہونے کی سخت

سیدنا سیدنا



معونہ پدے عرشید

معرفت

چون زمیر معرفت آگہ شوی!
لفظ بگذاری۔ شوی سنی روی!

7108

عشق الہی عشق رسول یا عشق پیر میں جب انسان کمالیت کے درجہ پر پہنچتا ہے تو
رہنما الہی اسے معلوم ہو سکتا ہے۔ معرفت کے درجہ میں پہنچنے کے لئے تین طریقے بتائے
گئے ہیں۔ اول عمل تطبیق جسے جھگشی یا عشق کہتے ہیں۔ دوم مجاہدات جسے اشانگ لوگ کہتے
ہیں۔ سوم عمل تجلیل جسے گیان یوگ یا عرفان یا عمل تقطیع بھی کہتے ہیں۔
عمل تطبیق کا تذکرہ جلد اول کتاب ہذا میں آچکا ہے۔ اس کے تکمیل کا صرف ایک راستہ ہے
طالب کو برہانا طالب میں تدریجاً کثیر مہارت کا اسی قدر جلد منزل مقصود پر پہنچا۔ مجاہدات کا مختصر
تذکرہ جلد دوم میں کیا گیا ہے۔ ان اشغال کے علاوہ بہت سے دقیق اور دتوار گزار مجاہدات اور
اشغال ہیں جن کا ذکر اس لئے نہیں کیا جا رہا ہے کہ اب زمانہ ان کے کرنے کا نہیں ہے۔ ان کے
لئے لنگریٹ ہندی اور زبان ہندی کی سخت ضرورت ہے۔ جو اب بالکل مفقود ہے۔ قدرت سے
دنوں اعضا پر لگام لگا دیا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر وہ عاقبت حاصل کر لائے تو ان دونوں
کو قابو میں رکھو اس سلسلہ میں ایک تیار نہیں روایت سناتا ہوں۔ راجنیدر اور کچھن جب سیک کے

درمیں یقین و رسائی یقین۔
 کتاب ہائے فلسفہ۔ فقہ اور منطق کے ذریعے سے اور نیز صالح کی صحت کو دیکھنے سے
 علم یقین حاصل ہوتا ہے۔ علم۔ فقہ کے ذریعے علم یقین اور حق یقین ملے ملا، روح حاصل
 ہوتے ہیں۔ اول۔ حواسی۔ دوسرا قیاسی۔ اور تیسرا احس باطنی یا روحی و روحانی، علم ہے
 یا ایک اول شریعتی۔ دوسرا طریقی اور شیوہ معرفتی علم کہلاتا ہے۔ جسے ہندی فقرا و کرم اپاسنا
 اور گیان کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اسی کو تصوفانہ اصطلاح میں طلبہ عشق اور معرفت
 کہتے ہیں۔ اول کثیف۔ دوسرا لطیف اور تیسرا لطیف ہے۔

کتاب انوار الازکیا میں آیا ہے کہ حضرت ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ
 ”علم یقین وہ ہے کہ ہر کوئی پیغمبروں کی زبان مبارک سے پہنچے۔ اور علم یقین وہ ہے کہ
 ہر ایک مظلوم کے اسرار میں ہر ایک کی گہرائی سے پہنچے۔ اور حق یقین وہ ہے کہ اس عالم
 میں افسوس کی طرف راہ نہیں ہے۔“

کتاب بلائے جلو اول میں بتایا ہے کہ یریم (حضرت) کے راہ میں طلب (یریم)
 کا ہونا ضروری ہے۔ اور انتہائے طلب کو عشق کہتے ہیں جسکو ہندی فقرا نے بھگتی کے
 نام سے موسوم کیا ہے۔ جب اس کے ذریعہ مظلوم کی قربت ہونے لگی تو اس کے ہموار
 معلوم ہونے لگے۔ اسیکو عرفان یا گیان کہتے ہیں۔ اس مدارج سے گزر کر جب اصلیت کا یقین
 حاصل ہوتا ہے تو شرم و تمن شدید، کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ تو وہی حق یقین حقیقت
 یا گیان کا درجہ کہلاتا ہے۔ اسیکو مدارج کینارام یا اگور بیچہ کہیں اختصار کے ساتھ بتاتے
 ہیں کہ

کچھ ہی سے گیان ہے۔ ان سچے انگشتان

سمجھی سمجھی و چار لہی۔ سو کہیے و گشتان

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ کی معرفت کی دو تہیں بتاتے ہیں۔ اور شہید القدر

ضرورت ہے۔ مزید بالاسیر وجود کی بھی ضرورت ہے جو اس کے زمانے میں ناممکن نہ تھی۔
 حضرت علی مرتضیٰ نے اپنے صاحبزادے کو جو تعلیم فرمائی قابل توجہ ہے۔۔۔

۱۰ وہو ھذا ایا ولداک فلک فلیک وعلک ووامرک فلیک لیس فھو خا رجھا
 ہیک انت ام الکتاب یا ولدی انت حبیبہ صغیرہ وفیک عالم اکبر

ترجمہ ہے۔ اے مرزا! تیرا فکر تجھ میں تیرے لئے کافی ہے۔ تیرا انداز اور تیری دلائل تجھ میں نہاں
 ہے کوئی چیز تجھ سے باہر نہیں تو اُم الکتاب ہے۔ اسے میرے فرزند تو ایک چھپا یا حبیبہ ہے اور تیرے
 اندر ایک بڑا احباب ہے۔ نقل ہے

دریں ست۔ پاک۔ اور اندر سماست

پاکہ درخدا بریں ماوا سے دوست

تو عیاں را۔ خود۔ چھنی جوئی نہاں

حوش را بہ شام تا یا بائی خد

ابداں حیران۔ آیا۔ حق کجاست

پاکہ بر عرش عظیمش جائے دوست

حق عیاں ست۔ اسے براؤر۔ جاودان

حق تو حق را تو میجوی بجاست

دوسرا صوفی کہتا ہے

سمجھ بھیر۔ یہ نقشہ کا۔ تم اہل نظر ہو کر

مگر خود کو۔ میں وہ دیکھتی۔ اہل نظر ہو کر

خدا خود میں نظر آئے گا خود تار نظر ہو کر

حیرت تار نظر سے سن تو ہم با حبیب ہو کر

خدا خود میں نظر آئے گا خود تار نظر ہو کر

بے محبوب ہو میں پاک خود کو۔ وہ بے محبوب کو

خدا سے کر دیا کہ جدا۔ ریوڑ نہ ہو کر

مثال ختم ہو تم۔ دیکھتی ہے ساری دنیا جو

نظر کو نظر سے۔ لو کہ میں پر بلا دیکھو

نظر کی آبدار نہ کہہ رہی ہے خفا لا الہ الا

جو دیکھتا ہے خود کو سمجھ رہا کیا دیکھنا باقی

یہ نہ چلتا ہے ختم المفسرین کے ذات اللہ

حمید آند پیش رہتا ہے ہر ساعت ہر اک لفظ

یہ نہ او مسکو کہاں کہ کتب شام ہوتی ہے سحر ہو کر

اُس بار اعلیٰ کلیل۔ اس کے مشغول کے لئے تین طریقے نہائے گئے ہیں۔ (۱) عیلم لیتیں

اُس نے لفظ کے لئے پھر کو جاننا کہ جسکے با عتقاد خدا سے بڑا ہو جاتا ہے، معرفت ہے۔
 یا سچی زبان میں جس نے اپنے کو جاننا باب کو جان لیا، جس نے رسول کو جاننا مانا اُس نے
 خدا کو جان لیا۔ جس نے آٹھ کو جاننا پڑھا تھا کو جان لیا۔ جس نے نور کو جاننا اُس نے نور کو جان لیا۔
 کو جان لیا۔ جس نے کون ہے والہنگی پیدا کی اُس نے آفتاب تک رسائی کی۔ اس رمز
 کو جاننا ہی معرفت ہے۔ معرفت کوئی اور چیز نہیں ہے۔ بقول سے

خود کو خود میں سما کے دیکھ لیا	سب کرشمے خدا کے دیکھ لیا
خود کو دیکھ لیا تھا وہ کعبہ میں	در مرثد یہ جا کے دیکھ لیا
خود کو دیکھ لیا تھا وہ کعبہ میں	کار سے ملا کے دیکھ لیا
بگٹ لا الہ الا اللہ	کھیل سب مصلحت کے دیکھ لیا!
آمد و شد نفس یہ رکھ کے نظر	رنگ فنا و بقا کے دیکھ لیا

کوئی آئندہ سارا نہ حقیقت
 رکتوں کو آزما کے دیکھ لیا
 (دہینہ آئندہ)

=====

بعض بزرگان دین نے معرفت کے دو اقسام بتائے ہیں۔
 ایک اکتسابی معرفت اور جلالی۔ اول بذریعہ مجاہدات۔ حصولِ علم اور صحبتِ فقراء
 و پیچان حاصل کیا جاتا ہے اور دوسرا محض کرمِ مہر پر مبنی ہے۔ مجاہدات کے متعلق
 ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ آج کل کے زمانے میں مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ ہاں عملیات اور
 مشاغل کا سلسلہ موجود ہے۔ مفقود نہیں ہوا ہے۔

خداوند کریم عزت اور صفات کا مجموعہ ہے۔ جن لوگوں کا حُجّانِ طبع صفات کے اجانب
 ہے وہ بذریعہ عمل یا شیعہ ائمہ کو حاصل کرتے ہیں۔ جب ان کو کلامِ ہائے مخصوصہ کے
 پیشِ نظر و جگہ کشی وغیرہ کرنے سے مع حصولِ مدعا دنیاوی مہر نے لگتا ہے تو ان کو خدا اور اس کے

(۲) معرفت تعریف

معرفت تعریف وہ ہے کہ اپنے آپ کو مطلوب کے ساتھ آشنا کرے۔ اور معرفت
تعریف وہ ہے کہ مطلوب کو شناسا کرے ساتھ اسے۔
وہ اپنا کس کیوں کر لو۔ یا ہو نہ ہو۔

حضرت فتح موصی راجہ فرماتے ہیں کہ اہل معرفت وہ قوم ہیں کہ جب بات کہتے ہیں
خدا ہی تعالیٰ کی کہتے ہیں۔ اور جب غیب کرے ہیں خدا ہی تعالیٰ کے واسطے کرتے ہیں
اور جب طلب کرتے ہیں خدا ہی تعالیٰ سے خدا ہی تعالیٰ ہی کو طلب کرتے ہیں۔
نفی گردان از دل خود ما سدا
تائید گنج در دلت غیر از خدا

سوال کرو گے کہ بدون مطلوب کو حالے بوجھے یا نہ کچھ بھالے طلب کیسے کرے؟
سوال معقول ہے۔ اسی کا حل تو یہ ہے کہ پہلے گو رو پاسیر کے قدم میں جاؤ۔ ہیئت کرو
گو رو دیکھ ہو جب قلم سیرم اور بھگتی۔ طلب اور عشق و پیسیر کے ساتھ تیرت کر دل کو
اسکا گھر بناؤ۔ جب دل اس رنگ میں رنگ جائیگا تب میر تقی میر نام الہی یا اہم اعظم
عطا فرمائیگا۔ جو طلب عشق۔ اور مطلوب کے رموز جاننے کی کچی ہے اور ان رموز
کو جان جانا ہی معرفت ہے۔ اسی لے صوفیہ کے اکرام نے پہلے فنا فی الشیخ کا طریقہ رکھا
ہے۔ شیخ نام کے ورد کے ذریعہ تمکو نور بخشی یعنی شہدانا ہست (صورت الہیہ الی)
کی شناخت کر کے فنا فی الرسول بنائیگا۔ یعنی روح جو نور بنوی ہے اوس سے
والبسہ کر کے فنا فی اللہ کرو گیگا۔ اور خدا اور جو دی کے پیچید کو چٹا کر معرفت الہی
کا شناسا بنائیگا۔ کیونکہ ہے۔
جان جملہ علم ہا این ہست و بس
کم دیانی۔ من سیم۔ دہ لوم دین

تب تک محض انھیں کُتب کا مطالعہ کرے جنکو خیال کرے کہ سپر کے بتائے ہوئے راستے کی جانب خیالات کو لیجانے والی ہیں۔

ہنچیا لوں کی محبت بھی سمندرِ علم ذاتِ الہی کے لئے مہمیز کا کام دیتی ہے۔ اس لئے کہ جب اور جہان ہنچیا لوں کا جھگٹ ہو گا وہاں ہی چرچا رہیگا کہ

ہرچ مبادی - چہ چیز ہی جیستی کیستی خویش را در بابِ رایم رہتی و یانیدی
آنکہ سیکوید کیم ست - آنکہ می شنود سیم آنکہ می سیند بہریت - یس بگو تو کیستی؟
ان مسائل کے حل کرنے میں طبیعت اسے دائرہ کے اندر ہی نہ لے گی۔ مرکز نہ چھوئے گا اور مخلوقات بھی بڑھتی ہی جائیگی۔

معرفت روحانی کی تفہیم سے لوگوں نے بہت طرح پرکھی ہے۔ مگر سیری ذاتی رائے میں معرفت روحانی منکسوبہ نہیں ہوتی۔ بلکہ خدا داد ہوتی ہے۔ یا یوں کہئے کہ نوشتہ لورج

ہے۔ جسے ہندی سنکار کہتے ہیں۔ نقول ہندی شاعر
یہ گن سادھن سے نہیں ہوتی تھری کرپا یاو کوئی کوئی
جیہی چاہو تھی دیو جنائی جانت تھیں تھیں ہی ہوئے جنائی
(مطلب - یہ خوبی کہ سب سے حاصل نہیں ہوتی تمھارے کرم سے کسی کو سیکو نصیب ہوتی ہے تم جیسے چاہتے ہو بتا دیتے ہو۔ اور وہ تمھیں جانکر خود تم میں ملجا تا ہے۔ یا تم سا ہو جاتا ہے)۔
جو ذاتِ سپر اور ذاتِ خدا میں بھید نہیں مانتے جانتے اور لکایہ کہتا ہے کہ میرے نظر کرم سے یہ درجہ اولیٰ ترین حاصل ہوتا ہے۔ اور دوسرے کسی وسیلے سے نہیں۔ علم الیقین اور عین الیقین کے درجہ سے گزر رہو اور حق الیقین کے درجہ میں پہنچا ہوا ایک فقیر اپنی خادمہ کے کے زبان میں یوں سپر کی ثنا کرتا ہے
ٹیک میں سپر تری درجست پر داری

کلام کے شرف اور برکت کا یقین ہونے لگتا ہے اور جو حق صیفاً اللہ ہی انھوں نے پڑھیں
 جب آؤ گے دیکھائی دیتی ہیں تب انھیں علم الیقین سے عین الیقین حاصل ہوئے لگتا ہے۔
 میری ذاتی رائے ہے کہ عامل عموماً جنت اور دوزخ بہیم و بجا اور برائی و نیکی کے
 کے پھیر میں پڑ کر تناسخ کے قید و بند سے آزاد نہیں ہو سکتے۔ مزید برآں اپنے دیکھنے
 خواص کے قائل بھی نہیں ہوتے اس لئے کہ اولاً وہ کمال ہو گئے اور ثانیاً کمال کے
 پرستار ہو جاتے ہیں۔

جو ذات الہی کے جاننے کے شائق ہوتے ہیں وہ بذریعہ شغلی اشتغالی کلمہ کے اندوہی
 صدیا صورت لائیلی میں اپنے تصور کو حسب ہدایت میرہ و مرتبہ لگا کر ذات کی وضاحت
 حاصل کر کے اُس میں اپنی ذات کو حل کر کے ۱۲۰۱ کی حالت میں یقین حاصل کر لیتے ہیں اسلئے
 یہ طریقہ افضل اور عملیات کا ارادہ ہے۔

اس طبقہ کے لوگ بسا اوقات صحبت فقرائے کمالین کو فقہ اور منطق کے کتابوں پر بھی
 ترجیح دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ

تو ہلاک - نہ آنکہ جزوی نے علی	اولیاء ہست قدرت از اللہ
بہتر از حدیث و حدیث ہے و یا	از حدیث و اولیاء کہ ہستی
مردہ ہادیشاں حیات سفا و نما	ہمیشہ بینی نفس با اولیاء
چون ہم صاحب دل رسی کہ شرمی	ہیں کہ اہل فیل وقت انداویا
	کہ تو رنگ خارہ مرمر شوی
	اور حقیقت یہ ہے کہ یہ

نہایتی کہ درون خویش مولایابی
 باخاں - بہ اخلاص شین نامایابی
 از یک نظر خاص ہویدا یابی
 کہ میری دل سے ہے کہ جسک وسیع نظری حاصل نہ ہو
 کہ حیل چلہ اپنے نہ پیدا یابی
 کہ فی الحقیقت نہیں ہوں

لوگ ہیں کہ انوار اور طاعان اور آذکار سے محفوظ ہو گئے ہیں اور ان کے راج و مدد پیدا کیا ہے۔
ابراہیمؑ کو تھائی کے اندر اور مقرر بینا حلقہ فوقانی تک پہنچے ہیں۔

اعلیٰ حضرت جناب خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ معرفت کی صورت کا مرقع ایک
عارف کی حالت بیان کر کے ظاہر فرماتے ہیں۔ آپ کا فرمانا ہے کہ عارف کو ہر وقت قولہ
عشیق کا ہوتا ہے اور ہر وقت خدائی قدرت و آفرینش میں منتہی رہتا ہے۔ اگر کھڑا ہے تو
وہم دوست کا ہے۔ اگر بیٹھا ہے تو ذکر و دوست کا ہے۔ اگر سوتا ہے تو خیال و دوست میں پھیر
ہے۔ اگر جاگتا ہے تو دوست کے حجابِ غلطی کے آس پاس گھوم رہا ہے۔
اسی خیال کو کبیر صاحب رحمہ اللہ اپنی ٹیٹھ زبان میں یوں ادا فرماتے ہیں:-

ٹیک۔ سنتو سنج سمانہ بھلی
گو تو ویر تاپ بھو جادن سے۔ شرت نہ انت چلی سنتو سنج
۱۔ آنکھ نہ موندوں۔ کان نہ روندوں۔ کاکشٹ نہ دھاؤں
کھٹینین بین ہنس ہنس دیکھوں۔ سفد روپ نیماروں سنتو سنج
۲۔ کہوں سونام۔ سٹل سوئی شرن۔ کھاؤں۔ پیوں سو پوجا
گر ہنشتیاگ۔ ایک ٹم لیکھوں۔ جہا دھیا ورن دو جہا سنتو سنج
۳۔ جہا جہاں جاؤں سوئی پر سیکرما۔ جو کچھ کروں سو سیرا
جب سوؤں تب کروں ڈڈوت۔ پوجن اور نہ دلوا سنتو سنج
۴۔ شبد نہ تر منوان راتا۔ ملن با سمانا گیا
اوشٹ بٹھٹ۔ کہوں نہ لیکر۔ ایسی تارنی لاگی سنتو سنج
۵۔ اکھیں کبیر یہ اکھیں نہ ہنی۔ سو پگٹ کر گائی
گدگد سکھ کے پتے۔ پدم پد۔ سوئی پد۔ رہیو سالی سنتو سنج

- ۱۔ دستِ شفقت جب سے پھیرا دور ہوئی کلفت ساری میں پیر
۲۔ نظرِ محبت جب سے ڈالا نہ نکھیں کھلیں۔ چوئی بیداری میں پیر
۳۔ بادۂ وحدت جب سے پلایا ہو گئی نشہ میں۔ متواری میں پیر

کمر پیر ہے۔ ورنہ خالوں

کماں آئند۔ اور میں بچاری (خزینہ آئند)

دوسرے مقام پر دی صوفی بادۂ وحدت سے سرشار ہو کر ایسے ایک طالب کے زبانی
یوں نغمہ سرا ہوا ہے۔

بوں بادۂ وحدت مرا۔ از پیر عطا شد
ہر سوزِ گہ بہ بیم۔ بہ نظرِ غیر سے آید
چوں مریب دوامہ۔ دل میں بوزنہ یکسو
در دیرِ حرم۔ تفرقہ پہنچ نہ بینم
آوازِ جہیں۔ پاکہ۔ اداں۔ ورنہ نماید
قطرہ چوں بہ دریا۔ و در کے قطرہ بہ ماند
عشاق چوں منظور بگفتند۔ ازاں کجی

نئے دگر۔ کاندہ سمن بود۔ پہا شد
شکر ست۔ کہ۔ دل پاک فکر میں داشت
از یک نظر۔ قبلہ گری۔ قبلہ نما شد
زاں وقتیکہ۔ آئینہ دل۔ پاکہ صفا شد
ہر یک۔ یہ۔ رو بار۔ مرا پناہا شد
چہ جہاں۔ عجب بہشت۔ اگر بندہ خدا شد
اللہ بلند۔ کہ۔ آواز نما۔ چہ خطا شد

از مرشد یمنی رقتا یافت۔ حقیقت

یہ ست چہ؟ اگر بردہ رہاں گدا شد (سفینہ آئند)

کہیں بریکھا دیکھا ہے کہ اہل معرفت و تقویٰ رہیں اور وہ کہیں کہیں اہل ارتقا و تقویٰ
کہا گیا ہے۔ اور کہیں اصحاب الیمین اور سابقین بھی لکھا ہے۔ اہل تحقیق کے نزدیک سابقین
اور متقین وہ ہیں کہ جو صاحبِ محبت و ایثار کے ہیں کہ محبت اُنکی اللہ کے ذات سے ہے۔ اور
ایثار و اصحاب الیمین وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے محبت انعام کی توقع پر رکھتے ہیں۔ یہ
یہی لکھا ہے کہ متقین اور سابقین فیما فی اللہ اور بقا بالہ ہیں اور ایثار و اصحاب الیمین وہ

اندرونی تسبیح کو سُننے ہیں جیسے شاغلان سلطان الاذکار اور دُوسرے وہ جو بدُون کسی
بجا ہر کے آواز بھی سُننے ہیں جیسے کہ موت سَرمدی کے شاغلان۔ اُس طرح غلبہ تَحسین
کے شاغلان کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ سالک جو خود بخود اپنے سے گنہگار کردار میں
رہتے ہیں۔ دُوسرے وہ جو ہمیشہ کر کے یا بذریعہ اشتغال اپنے میں بخیر پیدا کرتے ہیں جیسے
لوا جہ کہتے ہیں۔ اراک کی معرفت و جدائی ہے اور دُیکم کی استمدالی۔ اُن سالکوں کی دُو
قسمیں اور ہیں۔ (۱) لازمی جو دُکیفیت میں رہتے ہیں۔ مگر دُوسرے یہ اثر نہیں ڈال سکتے۔
(۲) مُتعدی۔ جو خود دُکیفیت میں رہتے ہوئے دُوسروں کو بھی متاثر کر سکتے ہیں۔ اُنکی تعداد
کم ہے۔ یہ لوگ ذکر کا سہارا کمتر لیتے ہیں۔ محض بذریعہ فکر اپنا کام سزا لیتے ہیں۔

فکر بھی بکمال مدارج تین اقسام پر منقسم ہے:-

- (۱) فکر عام۔ بے ثباتی دُنیا و آخرت حال اپنے پر پور کرنا۔
 - (۲) فکر خاص۔ واسطے حصول نجات ابدی کے فکر کرتے رہنا۔
 - (۳) فکر اخفِ الخاص۔ بجز ذات واجب الوجود کے دُوسرے کو نہ جانے حتیٰ کہ عرفان بھی جاتا ہے۔
- چنانچہ سترے طبقہ کے کالین دُنیا اور مافیہا سے بچر ہر کہ سرور ابدی کے نشہ میں چور رہتے ہیں یہی
لوگ ہیں جو یہ کہنے کے حقدار ہیں کہ

ہم دہان ہیں جہاں سے ہم کو بھی
اب ہماری خبر نہیں آتی
یہی لوگ ہیں جو انا الحی، انا العبد و الخلق
کہنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ گو کچھ کہتے نہیں
اِس لئے کہ صاحبِ حال ہیں۔ حالِ کمان سے ہو۔ کاش کچھ کہتے بھی ہیں تو بس اتنا ہی کہ
دُر خود غلط کہ من چہ نامم
معشوقم و عاشقم۔ کد احم ؟
من چشمِ یسبہ ام ز انظار
در طوبی خویش مکتبِ لائم ؟
فیل میں ہم ایک نقشہ پیش کرتے ہیں جس سے عارفان و سالکین اپنی اپنی حالت کو
جان سکتے ہیں۔ کہ کس مقام پر آئی ز سالی ہو چکی ہے۔

ایسا سا لکب۔ ایسا عارف جب مسکے ہوتا ہے لایاں حال سے یہ نغمہ کا تاپ سے
 بام جانان تک ہماری جہاں سائی ہو گئی
 طم اسدن ہی سے ساری جہاں سائی ہو گئی
 راتہ پڑھتا رہیں شکستہ بین اس بام کا
 فضل مرشد سے یگریشکل کشائی ہو گئی
 ختم چلے ہو گئے۔ سچ گردانی چھٹھٹی
 اودار سارقد یا صفت۔ پار سائی ہو گئی
 سنا سنا ہوتے ہی رہیں جاتا رہا سارا جواب
 دلفن آئینوں کی آپس میں صفائی ہو گئی
 اٹھیں ہم۔ اور ہم میں وہ مہا پاکش لنگے
 خود غدا میں جا کے جذبہ کی چٹائی ہو گئی
 خود نما کی حب گئی۔ رہا خود نما کی ہو گئی
 مارو کے قید سے۔ ہم کتنے سے چھٹ گئے

کیا کہیں آئندہ۔ اب کہنے کو کیا ماتی رہا
 بی طرح اس طرح میں۔ طبع آزمائی ہو گئی (تھیلا آئندہ)

عمل تحلیل یا گیان یوگ

تو ہے۔ نہ ناز و دروزہ۔ حق می جویند
 جھے بہرہ لقبہ۔ رہے می پویند
 بعضے جھوٹیند۔ ماسار۔ چنیرے نیست
 حق۔ جانب آہناست۔ کہ حق می گویند
 او کہ ہم اس عمل کے متعلق صفی تہذیب میں پرشار پانا چاہیے ہے۔ جس طرح عمل تطبیق
 (بھگتی) حصول نجات کا ذریعہ ہے اسی طرح عمل تحلیل بھی ہے۔ مگر واضح رہے کہ حسب طرح
 بدوں طلبہ کے عشق (بھگتی) ٹائین ٹائین نہیں ہے۔ اور حسب طرح بغیر عشق (بھگتی) کے گیان
 یا معرفت کا حصول بھی امر محال ہے۔ جن کے دیون میں پہلے سے بھگتی کی آگ مشتعل رہتی
 ہے وہی حقیقت کے خبر ناسید کنار میں غوطہ زن ہو کر عارف یا ولی اللہ کا درجہ حاصل
 کرتے ہیں۔ انکو دلچسپی نہیں اور یرم نہیں کہتے ہیں۔ شاکت کیوں کے لقب سے
 یاد کرتے ہیں۔ اور شیوی اگھوری کہتے ہیں۔
 حسب طرح شاعرانہ سمیع اندوٹی کے دو قسم ہیں یعنی ایک تو وہ جو بذر یوگ ہوا ہے

<p>آگیا جگر شغفی آتما کا مقام نام شیوہ نیت تعبیر ازل - وودل مکمل ترکشی - رنگون کا حزن</p>	<p>لطیفہ ششم - نام اخفی منسوب فلک مشتی منزل پاچوت - مقام فوت سابلک معشوق -</p>	<p>طبقہ ہشتی مقام اخفی</p>
<p>تو لیں ہو جاتے ہیں - نام ست لوک مقام مکھی - یا نجات</p>	<p>لطیفہ ہفتم منسوب بہ فلک زحل کہ سخی علم کل و شکل کل - فنا فی اللہ اور فنا فی البقا کا درجہ اسی مقام پر حاصل ہوتا ہے - اسی طبقہ پر تمام جسم زبان ہو جاتا ہے - اس لطیفہ کا نام چھری ہے - مقام ام الدیاء</p>	<p>طبقہ زحل مقام چھری</p>

دول بندہ پہ فکری معنی سماع صوت لایزالی (اکثر ہر گز نہ) یہ مدارج حاصل ہوتے جاتے ہیں۔

دول بندہ فکری معنی غلین ان مدارج پر دسترس پوسکتے ہیں۔

ہو جسم وقت انسان لذات نفسانی کے جانب رجوع ہوتا ہے تو وہ حالت ناسوتی ہے جسم وقت اپنے شہا کے جانب متوجہ ہوتا ہے تو وہ حالت ملکوتی ہے جسم وقت طرفہ اپنے شہا سائی کے رجوع ہوتا ہے - اور اسی (میں ہی ہوں) کی صدا لگاتا ہے تو وہ حالت جبروتی ہے - اور جسم وقت سارے جذبات اپنے آپ میں جذب ہو جاتے ہیں تو وہ حالت لاہوتی ہوتی ہے۔

(باقی وارو)

مقامات تعارف

نمبر	نام مطابق روید	تفصیل مطابق علم ہندی	تفصیل اسماء حسب تصوف اسلام	طبقہ و مقام
(۱)	بھجور भुजूर	مولادھار چکر - گدا چکر پرہوتی تنو - نالک گیش رنگ سلا	لطیفہ اول - نام قلبی - آسمانی اول منسوب بہ فلک قمر مقام شریعت منزل ماسوت - سالک واقعیت	طبقہ قمر مقام قلبی
(۲)	بھوہ भुवह	سجاد دھیان چکر مقام آرہ تنو - سل جل تنو - حیو کون - رنگ سفید مالک کھا	لطیفہ دوم - نام روحی - آسمان دوم منسوب بہ فلک عطار - منزل ملکوت مقام بریو - مالک واقعیت	طبقہ عطار مقام روحی
(۳)	سودہ सुवह	منج پورک چکر - مقام لانا انجی تنو - آٹھ کون - رنگ لال مالک ویشنر	لطیفہ تیسرہ - مقام بشری - آسمان تیسرہ منسوب بہ فلک زہرہ - منزل جبروت مقام عقیدت - سالک عارف	طبقہ زہرہ مقام بشری
(۴)	مہ मह	اناہت چکر - مقام ولی والو تنو - بارہ کون - رنگ سبز مالک شہید	لطیفہ چہارم - نام سلسری آسمانی چہارم منسوب بہ فلک تس - منزل لاہوت مقام معرفت - سالک عاشق	طبقہ تس مقام سلسری
(۵)	جئے जै	ککھ چکر - آکاش تنو رنگ نیلا مالک سوسنی	لطیفہ پنجم - نام معنی - منسوب بہ فلک مرکب آسمانی پنجم - منزل ہاشوت مقام عشق	طبقہ مرکب مقام معنی

شکر یہ اصحاب چندہ دہندگان +

میاں ولی داد خان صاحب ۵۵ میاں کریم بخش صاحب عمر
حافظ نصیر احمد صاحب ۵۵ مسٹر ایم آر چودھری صاحب عمر
میاں حشمت جان صاحب ۵۵ میاں لال محمد صاحب عمر
میاں محمود حسن صدیقی صاحب ۵۵ خلد الیاس صاحب عمر

مرحوم منشی: انصاری

تصنیفات بابا کلاب چند احمد المعروف بہ شاہ آئند بناری

تصنیفات	اُردو	ہندی
تھیلاٹ آئند	عزلیات تصوف نامہ	آئند بھٹا رمنہ فرڈ کھن رکیلی - ہولی چلی دوہا عمر
گہنہ آئند	"	آئند بھن مالا " (ایضاً)
خزینہ آئند	"	آئند سمرنی " (ایضاً)
سفینہ آئند	" اردو فارسی	جانکی منوبلاس " (ایضاً)
دفینہ آئند	"	گورو بھگت جیمال (نثر) پیر اور سرگزشت
نماز با ترجمہ و تشریح و حوالہ	"	معہ سوا کھری پیر پرست بھگتستان
آئینہ آئند جلد اول	"	آئینہ کھری
" جلد دوم	"	اوتار گیتا ترجمہ سنسکرت ہن بان ہندی انگریزی

مجموعہ (مجموعہ ۱۰ جلدوں کا) (۱۰ جلدوں کا)

ڈاکٹر گوپال چند سہو استو نیل - پنج - لیس - ویدیشارد
سین پورہ چیت سنگ بنارس